## ادبیات

# ایک قدیم عیدگاہ میں دعا

از جناب الم مظفر نگری

نظر اٹھا کے ذرا دیکھ چشم عبرت گیر — یہ سامنے ہے کمال و زوال کی تصویر
یہ عیدگاہ جو سجدہ گہِ مسلماں ہے — عروجِ رفتۂ مسلم کا ایک عنواں ہے
شکستہ بام و در اس کے ہیں اک فسانۂ دوش — کبھی تھے طاق و بروج اسکے مہر و ماہ فروش
بلندیوں پہ نگینے تھے یا قمر پارے — تھے ذرے صحن میں رخشاں کہ عرش پر تارے
فروغِ مذہب و ایماں تھیں عظمتیں اسکی — فلک بدوش تھیں ہستی میں رفعتیں اسکی
وہ پاکباز نمازی کہ جن کی تکبیریں — پلٹ چکی تھیں نظامِ کہن کی تقدیریں
نماز پڑھتے تھے آکر یہاں بروزِ عید — تھی ان کی تیغِ جہانگیر نصرتوں کی کلید
محیط اسکی فضا پر تھی شانِ یزدانی — جھکی ہے مدتوں شاہوں کی آکے پیشانی
شکستگی کے مرقعے ہیں گو در و دیوار — مگر عروجِ مسلماں کے ہیں امانت دار

ہے روزِ عید دوگانہ یہیں ادا کر لوں
سرِ نیاز جھکا کر ذرا دعا مانگوں

بجا کہ خالق و مختارِ دوسرا ہے تو — حدِ تخیلِ عالم سے ماورا ہے تو
مجھے دعا کے لئے قوتِ بیاں دیدے — جو انقلاب کی حامل ہو وہ زباں دیدے
ہر ایک آہ کو برقِ شرر فشاں کر دے — نفس نفس کو مرے برقِ بے اماں کر دے
وہ جاگ اٹھیں مرے نالوں سے جو ہیں خستۂ خواب — مری فغاں کا اثر صورِ حشر کا ہو جواب
پھر اس شکستہ عمارت سے ظلمتیں ہوں دور — یہ عیدگاہ جہاں میں ہو پھر نمونۂ طور

بلند اس کی فضا سے ہو نغمۂ توحید
سرور جس کا ہو مستیٔ عشق کی تائید

یہ بام و در یہ فروش و ستون یہ محرابیں
الٰہی مرکزِ وحدت فروز بن جائیں

پھر اس کے سارے نمازی ہوں حیدرِ کرارؓ
ہو جن کے نعرۂ تکبیر سے جہاں بیدار

کوئی عمرؓ کوئی بوبکرؓ ہو کوئی عثمانؓ
کوئی حسینؓ ہو کوئی حسنؓ کوئی حسانؓ

جہاں میں ملتِ مرحوم کی بڑھے توقیر
زمیں پہ سینکڑوں گردوں ہوں پھر نئے تعمیر

ہو ذہنِ دہر کو عرفان درسِ قرآن کا
عیاں ہو فرق ہر اک دل پہ کفر و ایماں کا

فضائے بلغ جہاں اتنی جرأت آگیں ہو
کہ ذرہ ذرہ چمن کا حریفِ گلچیں ہو

فروغِ حسنِ ازل سے ہو چشمِ دل روشن
نظر نظر میں ہو ہر جلوہ جلوۂ ایمن

فلک سے فرشِ زمیں پر تجلیاں برسیں
فسردہ حال دلوں پر تسلیاں برسیں

# نوائے گرم

جناب شمس نوید

اُدھر باطل ترا دشمن، اِدھر خود نیم جاں تو ہے
سنبھل للہ دو طغیانیوں کے درمیاں تو ہے

خودی کی تیغ دستِ عشق میں رکھ اور حفاظت کر
تجھے کیا ڈر اگر تنہا حرم کا پاسباں تو ہے

تعیش کوش ہے حد درجہ ذوقِ زندگی تیرا
خود اپنے ارتقا کی راہ میں سنگِ گراں تو ہے

پرستارِ خرد ہونا روش ہے اہلِ مغرب کی
اِدھر منزل نہیں تیری یہ کس جانب رواں تو ہے

ضرورت کی جبیں خم کر نہ ہرگز غیر کے آگے
بالفاظِ دگر گو یا کہ اپنا آستاں تو ہے

سمجھ آیاتِ قرآنی، سمجھ احکامِ ربانی
تجھے معلوم ہے غافل! خدا کا ترجماں تو ہے

اُٹھ اور زورِ عمل سے کھینچ لا دورِ بہار آگیں
امیدِ عہدِ گل پر کیوں گرفتارِ خزاں تو ہے